جناب اختر راہی ایم۔ اے

خواجہ عبدالحی فاروقی

مولانا عبیداللہ سندھی کے ایک شاگرد

خواجہ عبدالحی بن خواجہ عبدالرحیم گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد ماجد گورداسپور کے ایک وکیل خورشید عالم بیرسٹرایٹ لا کے منشی تھے[۱] دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ یہیں مولانا عبیداللہ سندھی سے ملاقات ہوئی۔ لکھتے ہیں:

"غالباً ۱۹۱۲ء کا واقعہ ہے۔ کہ مولانا عبیداللہ سندھی قدس سرہٗ اپنے استاد شیخ الہند حضرۃ مولانا محمود حسن ؒ سے ملنے دیوبند آئے، میں ان دنوں وہاں تعلیم پا رہا تھا۔ مولانا کے علم و فضل، فہم و ذکا، بیدار مغزی اور سیاست دانی سے دارالعلوم کا بچہ بچہ واقف تھا۔ جیسے ہی ان کے آنے کی خبر ملی۔ مولانا محمد میاں المعروف بہ مولانا منصور مجھے آپ کی خدمت میں لے گئے۔ کہہ نہیں سکتا کہ ان سے مل کر کس قدر مسرّت و شادمانی اور اطمینانِ قلب نصیب ہوا۔ اس کیفیت کی یاد اب تک میرے دل میں تازہ ہے۔ مولانا کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ وہ جب تک رہے۔ قرآنِ کریم اور حجۃ اللہ البالغہ کا درس برابر ہوتا رہا۔ سردی کی راتوں میں بارہا ایسا ہوا کہ عشاء کی نماز کے بعد جو درس شروع ہوا تو رات کے بارہ بج گئے اور استاد شاگرد میں سے کسی نے بھی تھکن محسوس نہ کی۔

مولانا کافی دن رہے، دن رات یہی مشغلہ رہتا تھا۔ ان صحبتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن میں درس و فکر کا ذوق پیدا ہو گیا۔"[۲]

خواجہ عبدالحی دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر میرٹھ کالج میں عربی کے پروفیسر مقرر ہو گئے۔ اور ۱۹۱۳ء میں مولانا عبیداللہ سندھی نے مسجد فتح پوری دہلی کے شمالی کمروں میں "نظارت المعارف القرآنیہ" قائم کیا۔ خواجہ صاحب آپ کے درسِ قرآن سے استفادہ کے لئے ہر شنبہ کی شام دہلی آجاتے اور پیر کے روز میرٹھ واپس جاتے۔ یہ سلسلہ ۱۹۱۵ء میں بند ہوا، جب مولانا سندھی افغانستان کو روانہ ہو گئے۔

دارالارشاد | خواجہ صاحب تین سال بعد میرٹھ کالج کی پروفیسری چھوڑ کر کلکتہ چلے گئے، جہاں مولانا آزاد کے "دارالارشاد" میں اُن سے قرآن کریم کا درس لینے لگے۔ دارالارشاد مولانا آزاد نے جولائی ۱۹۱۵ء/ رمضان ۱۳۳۳ھ میں قائم کیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ نوجوانوں کی ایک جماعت کو کم سے کم مدت میں قرآن کریم کی تعلیم سے آراستہ کیا جائے اور وہ کتاب اللہ کی دعوت و تبلیغ اور اصلاح و ارشاد کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے۔ دارالارشاد کا ایک حصہ عربی اور دینیات کے فارغ التحصیل طلبہ پر مشتمل تھا۔ اور دوسرے حصہ میں گریجویٹ شامل تھے۔ طلبا کے قیام و طعام کی ذمہ داری خود مولانا آزاد نے اٹھائی تھی۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی زبان اور اُن کی بصیرت افروز حکمتِ قرآنی کے بارے میں خواجہ صاحب کا کہنا ہے "ایک عجیب و دلفریب ایمانی کیفیت قلوب و اذہان میں پیدا کرتے تھے۔"۳

۱۹۱۶ء کے اوائل میں ریشمی خطوط کے سلسلہ میں برصغیر کے طول و عرض میں تلاشیاں اور گرفتاریاں شروع ہوگئیں۔ مولانا آزاد کو حکومت نے رانچی میں نظربند کر دیا اور دارالارشاد کی بساط لپیٹ دی گئی اور خواجہ صاحب لاہور چلے آئے۔

ریشمی خطوط کے سلسلہ میں خواجہ صاحب کو حکم دیا گیا کہ وہ لاہور شہر کی میونسپل حدود سے باہر نہ جائیں اور پنجاب سی۔ آئی۔ ڈی کے دفتر میں ہفتہ وار اپنی حاضری دیا کریں۔ اس عرصہ میں (۱۹۱۷ء) مولانا ظفر علی خان نے ایک رسالہ "ستارۂ صبح" جاری کیا۔ خواجہ صاحب اس پرچہ کے مدیر معاون تھے۔

خواجہ صاحب نے لاہور میں اپنی معروفیات صرف "درسِ قرآن" تک محدود کر رکھی تھیں۔ وہ اپنے مکان پر درس دیتے جس میں نوجوان طلبہ شریک ہوتے تھے۔ مولانا نصر اللہ خان عزیز مرحوم کے الفاظ میں "درسِ قرآن کے علاوہ وہ کوئی سیاسی بات نہیں کرتے تھے۔ خفیہ پولیس سائے کی طرح اُن کے ساتھ رہتی تھی۔ انہوں نے درس کے طلبہ کے سامنے کبھی تلقینِ جہاد نہ کی مگر درسِ قرآن کا انداز خود بخود طالب علموں کے اندر روحِ جہاد پھونکتا جاتا تھا اور ہم لوگ فیصلہ کرتے جاتے تھے کہ ہم اپنی زندگی جہاد کے لئے وقف کریں گے"۔۴

مقدمۂ بغاوت | خواجہ صاحب نے بادشاہی مسجد میں ایک تقریر کی تھی جسے باغیانہ خیال کیا گیا۔ اور ۱۹۱۹ء کے مارشل لاء میں سب سے پہلے ان ہی کا مقدمہ زیرِ بحث آیا۔ اس مقدمہ کے بارے میں مولانا غلام رسول مہر نے لکھا ہے:

> "ملک لال دین قیصر مرحوم نے ۱۹۱۹ء کے مارشل لاء کی انتہائی سختیوں کا دور بھی دیکھا تھا۔ وہ ابتدائی عمر ہی میں بڑے بہادر اور جواں مرد تھے اور ڈنڈا فوج میں شامل ہو گئے تھے۔ مارشل لاء میں گرفتار ہوئے اور بیس سال قید کی سزا سنائی گئی۔ لاہور کے ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں

میں سے بہت سے لوگ جن میں اکابر بھی خاص تعداد میں شامل تھے گرفتار ہوئے۔ اور دوسرے شہروں سے بھی لوگ گرفتار ہو کر آئے وہ سب جیل میں رکھے گئے اور باری باری ایک ایک کے مقدمے کی سماعت ہوتی تھی۔ قیصر مرحوم نے بارہا مجھ سے ذکر کیا کہ اس زمانے میں صرف دو افراد ایسے دیکھے جن کی بہادری اور دلیری کی قسم کھائی جا سکتی ہے۔ ایک خواجہ عبدالحی، دوسرے ڈاکٹر سیف الدین کچلو مرحوم۔ قیصر صاحب کہا کرتے تھے کہ صرف دو کے چہرے افتاد پر رنج و غم کے ہر اثر سے پاک دیکھے گئے۔ بڑی سے بڑی سزا سن کر بھی ہنستے اور مسکراتے ہوئے آئے"۵
خواجہ صاحب بعبور دریائے شور قید اور ضبطیٔ جائداد کی سزا ہوئی اور فیصلہ کے آخر میں یہ بھی لکھا گیا کہ اگر مجرم رحم کی درخواست کرے گا۔ تو اسکی سماعت نہ ہو گی۔ ۱۵ دن سنٹرل جیل لاہور میں رہنے کے بعد سنٹرل جیل ملتان منتقل کر دیئے گئے۔ ملتان جیل میں فرصت کے اوقات میں قرآن مجید پر غور و فکر جاری رہا۔ بعد میں عام معافی کا اعلان ہوا تو وہ لاہور آ گئے۔

جامعہ ملیہ علی گڑھ | تحریک عدم تعاون پورے شباب پر تھی۔ مولانا جوہر اور ان کے ساتھیوں نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ پر ہلّہ بول دیا اور یہ مطالبہ شروع کر دیا کہ مسلم یونیورسٹی حکومت سے سالانہ گرانٹ لینا بند کر دے۔ یونیورسٹی کی انتظامیہ نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا اور مولانا جوہر نے علی گڑھ میں آزاد اور انگریزی حکومت سے بے نیاز یونیورسٹی "جامعہ ملیہ" قائم کرنے کا اعلان کر دیا۔ جامعہ کی بنیاد رکھنے کے لئے شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ دیوبند سے علی گڑھ گئے اور خواجہ صاحب اس تقریب میں شرکت کے لئے لاہور سے آمادۂ سفر ہوئے۔
شیخ الہندؒ، مولانا جوہرؔ اور مولانا آزاد کے یہاں پر خواجہ صاحب نے نوزائیدہ جامعہ میں درس قرآن اور دینیات کی تدریس کا فریضہ سنبھال لیا۔ خواجہ صاحب جامعہ میں کام کرنے لگے بعد میں جب جامعہ علی گڑھ سے دہلی منتقل ہو گئی تو وہ بھی دہلی آ گئے تھے اور تقسیم ہند تک فرائض بخوبی انجام دیتے رہے۔

اسلامیہ کالج لاہور | تقسیم ہند کے بعد لاہور آ گئے اور اسلامیہ کالج میں اسلامیات کے پروفیسر مقرر ہو گئے۔ اور آخر دم یہ فرائض انجام دیتے رہے۔ انجمن اصلاح و تبلیغ لاہور سے بھی وابستہ رہے۔ اور قرآن مجید کے آسان اردو ترجمہ کی مجلس ادارت میں شامل رہے۔

خواجہ صاحب ۸ر جنوری ۱۹۶۵ء/ ۵ر رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ کو لاہور میں فوت ہوئے۔

تصانیف | خواجہ صاحب نے قرآن مجید کی مختلف سورتوں کی تفسیر مرتب کی تفصیل یہ ہے:۔
۱۔ بصائر :۔ بنی اسرائیل کے واقعات و حوادث اور فرعون کے طرز عمل پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن کا فلسفۂ تاریخ بیان کیا ہے۔ ان حالات کو اپنی غلامی اور برطانوی حکومت کے طرز عمل پر منطبق کیا ہے۔

۲۔ الخلافۃ الکبریٰ :۔ تفسیر سورۂ بقرہ۔

۳۔ بیان :۔ تفسیر سورہ آل عمران۔ (الوہیت مسیح، معجزات ابن مریم اور وفات و حیات مسیح پر حکیمانہ بحث ہے۔)

۴۔ سبیل الرشاد :۔ تفسیر سورۂ الحجرات (ابتداء میں ایک مبسوط مقدمہ ہے جس میں مجلس شوریٰ کی ترکیب، ارکان کا انتخاب اور صدر جمہوریہ اسلام کے شرائط و لوازم پر بحث کی ہے۔ خلفائے راشدین کا نظام حکومت ان کی مجالس شوریٰ کے انعقاد۔ ان کے اغراض و مقاصد اور طریقۂ کار پر تفصیل سے لکھا ہے۔)

۵۔ برہان۔ تفسیر سورۂ النور۔

۶۔ عبرت۔ تفسیر سورۂ یوسف۔

۷۔ صراط المستقیم۔ تفسیر سورہ انفال و سورہ توبہ۔

۸۔ سبیل السلام۔ تفسیر سورہ المجادلہ تا سورہ تحریم۔

۹۔ ذکریٰ۔ تفسیر پارہ عم۔ (انداز تفسیر یہ ہے کہ ہر سورہ سے پہلے اجمال و اختصار کے ساتھ اس کا موضوع و خلاصہ لکھا ہے۔ پھر مختلف عنوانات کے تحت آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔)

۱۰۔ اسباب النزول :۔ بعض اہم آیات کی شان نزول بیان کی ہے۔

متذکرۃ الصدر متفرق سورتوں کی تفسیر میں خواجہ صاحب نے مولانا عبیداللہ سندھی کا طریق تفسیر اختیار کیا ہے۔ آیات سے اسلام کے سیاسی نظام اور آزادی کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ اور قرآن کی روشنی میں مسلمانوں کا طرز عمل متعین کیا ہے۔

خواجہ صاحب نے مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی کے ایماء پر بچوں کے لئے حسب ذیل کتابچے لکھے :۔

۱۔ نبیوں کے قصے	۲۔ حالات قرآن مجید	۳۔ ارکان اسلام
۴۔ ہمارے نبی	۵۔ پیارے رسول	۶۔ خلفائے اربعہ

۱۔ تحریک شیخ الہند ص ۳۹۰

۲۔ بصائر ص ۷۔ ۸

۳۔ بصائر ص ۹

۴۔ ماہنامہ "مشیر" (کراچی) جنوری ۱۹۵۷ء

۵۔ ہفت روزہ "الاعتصام" (لاہور) ۲ فروری [illegible]